2
2025-9-1
ماہنامہ کوہسار ڈائجسٹ

ہر سال کتنی 5 ہزار سے زیادہ گاڑیاں چوری ہوتی ہیں؟ نئے اعداد و شمار نے پولیس کے دعوؤں کی قلعی کھول دی

تحریر: ثمینہ رشید

ہر سال کتنی گاڑیاں چوری ہوتی ہیں؟ اس سوال کا جواب ہر شہری جاننا چاہتا ہے، کیونکہ یہ صرف اعداد کا کھیل نہیں بلکہ ہر اس خاندان کی کہانی ہے جس کی محنت کی کمائی سے خریدی گئی گاڑی اچانک غائب ہو جاتی ہے۔ ہر چوری کے پیچھے ایک متاثرہ گھر، ایک ادھورا خواب اور ایک لمبی قانونی کارروائی چھپی ہوتی ہے۔ اسی لیے جب پولیس یا حکومت کی طرف سے گاڑیوں کی چوری کے اعداد و شمار سامنے آتے ہیں تو ان پر سب کی نظریں جم جاتی ہیں۔

حال ہی میں جاری کیے گئے اعداد و شمار نے ایک بار پھر اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہوتی ہیں اور ان میں سے بیشتر کبھی واپس نہیں ملتیں۔ ان اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سال ملک بھر میں 5 ہزار 27 گاڑیاں چوری ہوئیں، جن میں 2 ہزار 12 موٹر سائیکلیں، 1 ہزار 5 کاریں، 1 ہزار 91 رکشے، 1 ہزار 34 ٹرک اور بسیں اور 20 ٹریکٹر شامل ہیں۔ یہ تعداد صرف رپورٹ ہونے والے کیسز کی ہے، جبکہ بہت سے شہری چھوٹی گاڑیوں یا پرانے ماڈلز کی چوری کو رپورٹ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔

اگر ان اعداد و شمار کا موازنہ 2022 سے کیا جائے تو چوری کی وارداتوں میں واضح اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ 2022 میں 4 ہزار 3 گاڑیاں چوری ہوئی تھیں، جبکہ 2024 میں یہ تعداد بڑھ کر 5 ہزار 27 ہو گئی۔ یعنی صرف دو برسوں میں تقریباً ایک ہزار گاڑیاں مزید چوری ہوئیں۔ اس اضافے کی سب سے بڑی وجہ موٹر سائیکل چوری میں تیزی ہے، جو مجموعی تعداد کا تقریباً 40 فیصد بنتی ہے۔ کاریں اور ٹرک بھی بڑی تعداد میں چوری ہوئے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ چور اب صرف چھوٹی گاڑیوں تک محدود نہیں رہے۔

اعداد و شمار کا ایک اور تشویشناک پہلو یہ ہے کہ ان میں سے 18 فیصد گاڑیاں، یعنی تقریباً ہر پانچویں گاڑی، کبھی برآمد نہیں ہو سکی۔ ان میں سے 91 فیصد موٹر سائیکلیں، 5 فیصد کاریں، 3 فیصد رکشے اور 1 فیصد ٹرک اور بسیں شامل ہیں۔ یہ وہ گاڑیاں ہیں جن کے مالکان تھانوں کے چکر لگا لگا کر تھک چکے ہیں، مگر انہیں آج تک اپنی گاڑی کی کوئی خبر نہیں ملی۔ ان کے لیے یہ نقصان صرف مالی نہیں بلکہ ذہنی اذیت بھی ہے، کیونکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ امید کم ہوتی جاتی ہے۔

چوری کی ان وارداتوں کا سب سے زیادہ بوجھ متوسط طبقے کے شہریوں پر پڑتا ہے، جو اکثر اپنی گاڑی کو قسطوں پر یا برسوں کی بچت سے خریدتے ہیں۔ ان کے لیے گاڑی صرف سواری نہیں بلکہ روزگار کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ کئی افراد گاڑی کو کرایہ پر چلا کر یا اس پر سفر کر کے اپنے گھر کا چولہا جلاتے ہیں۔ ایسے میں گاڑی کا چوری ہو جانا صرف ایک نقصان نہیں بلکہ پورے خاندان کی معاشی زندگی کو متاثر کر دیتا ہے۔ بہت سے لوگ قرض لے کر گاڑی خریدتے ہیں اور چوری کے بعد نہ صرف گاڑی سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ قرض کی ادائیگی کا بوجھ بھی ان کے کندھوں پر آ جاتا ہے۔

پولیس کا مؤقف ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وسائل کی کمی اور بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث چوری کی وارداتوں پر مکمل قابو پانا مشکل ہے۔ تاہم شہری سوال کرتے ہیں کہ اگر ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہو رہی ہیں تو ان کے پیچھے کام کرنے والے گروہ اتنے طویل عرصے تک کیسے سرگرم رہتے ہیں۔ کیا ان گروہوں تک پہنچنے کے لیے مؤثر انٹیلی جنس نیٹ ورک موجود ہے؟ کیا چوری شدہ گاڑیوں کی برآمدگی کے لیے کوئی ٹھوس حکمتِ عملی بنائی گئی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب عوام کو آج تک نہیں ملے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ گاڑیوں کی چوری کو روکنے کے لیے صرف سزا کافی نہیں بلکہ روک تھام کے اقدامات بھی اتنے ہی ضروری ہیں۔ ان میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا مؤثر نظام، ٹریکنگ ڈیوائسز کا استعمال، سی سی ٹی وی کیمروں کا وسیع نیٹ ورک اور چوری شدہ گاڑیوں کے اسپیئر پارٹس کی خرید و فروخت پر کڑی نگرانی شامل ہے۔ اگر ان اقدامات پر سنجیدگی سے عمل کیا جائے تو چوری کی وارداتوں میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔

آخر میں یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہوتی ہیں اور ان کے مالک انصاف کے منتظر رہتے ہیں، تو ذمہ دار کون ہے؟ جب تک اس سوال کا جواب تلاش نہیں کیا جاتا، تب تک یہ اعداد و شمار صرف ہندسے رہیں گے اور ہر نئی چوری کے ساتھ ایک نئی کہانی جنم لیتی رہے گی۔

(جاری ہے صفحہ 9 پر)

ہر سال کتنی گاڑیاں چوری ہوتی ہیں؟ نئے اعداد و شمار نے پولیس کے دعوؤں کی قلعی کھول دی

ہر سال کتنی گاڑیاں چوری ہوتی ہیں؟ اس سوال کا جواب ہر شہری جاننا چاہتا ہے، کیونکہ یہ صرف اعداد کا کھیل نہیں بلکہ ہر اس خاندان کی کہانی ہے جس کی محنت کی کمائی سے خریدی گئی گاڑی اچانک غائب ہو جاتی ہے۔ ہر چوری کے پیچھے ایک متاثرہ گھر، ایک ادھورا خواب اور ایک لمبی قانونی کارروائی چھپی ہوتی ہے۔ اسی لیے جب پولیس یا حکومت کی طرف سے گاڑیوں کی چوری کے اعداد و شمار سامنے آتے ہیں تو ان پر سب کی نظریں جم جاتی ہیں۔

حال ہی میں جاری کیے گئے اعداد و شمار نے ایک بار پھر اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہوتی ہیں اور ان میں سے بیشتر کبھی واپس نہیں ملتیں۔ ان اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سال ملک بھر میں 5 ہزار 27 گاڑیاں چوری ہوئیں، جن میں 2 ہزار 12 موٹر سائیکلیں، 1 ہزار 5 کاریں، 1 ہزار 91 رکشے، 1 ہزار 34 ٹرک اور بسیں اور 20 ٹریکٹر شامل ہیں۔ یہ تعداد صرف رپورٹ ہونے والے کیسز کی ہے، جبکہ بہت سے شہری چھوٹی گاڑیوں یا پرانے ماڈلز کی چوری کو رپورٹ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔

اگر ان اعداد و شمار کا موازنہ 2022 سے کیا جائے تو چوری کی وارداتوں میں واضح اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ 2022 میں 4 ہزار 3 گاڑیاں چوری ہوئی تھیں، جبکہ 2024 میں یہ تعداد بڑھ کر 5 ہزار 27 ہو گئی۔ یعنی صرف دو برسوں میں تقریباً ایک ہزار گاڑیاں مزید چوری ہوئیں۔ اس اضافے کی سب سے بڑی وجہ موٹر سائیکل چوری میں تیزی ہے، جو مجموعی تعداد کا تقریباً 40 فیصد بنتی ہے۔ کاریں اور ٹرک بھی بڑی تعداد میں چوری ہوئے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ چور اب صرف چھوٹی گاڑیوں تک محدود نہیں رہے۔

اعداد و شمار کا ایک اور تشویشناک پہلو یہ ہے کہ ان میں سے 18 فیصد گاڑیاں، یعنی تقریباً ہر پانچویں گاڑی، کبھی برآمد نہیں ہو سکی۔ ان میں سے 91 فیصد موٹر سائیکلیں، 5 فیصد کاریں، 3 فیصد رکشے اور 1 فیصد ٹرک اور بسیں شامل ہیں۔ یہ وہ گاڑیاں ہیں جن کے مالکان تھانوں کے چکر لگا لگا کر تھک چکے ہیں، مگر انہیں آج تک اپنی گاڑی کی کوئی خبر نہیں ملی۔ ان کے لیے یہ نقصان صرف مالی نہیں بلکہ ذہنی اذیت بھی ہے، کیونکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ امید کم ہوتی جاتی ہے۔

چوری کی ان وارداتوں کا سب سے زیادہ بوجھ متوسط طبقے کے شہریوں پر پڑتا ہے، جو اکثر اپنی گاڑی کو قسطوں پر یا برسوں کی بچت سے خریدتے ہیں۔ ان کے لیے گاڑی صرف سواری نہیں بلکہ روزگار کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ کئی افراد گاڑی کو کرایہ پر چلا کر یا اس پر سفر کر کے اپنے گھر کا چولہا جلاتے ہیں۔ ایسے میں گاڑی کا چوری ہو جانا صرف ایک نقصان نہیں بلکہ پورے خاندان کی معاشی زندگی کو متاثر کر دیتا ہے۔ بہت سے لوگ قرض لے کر گاڑی خریدتے ہیں اور چوری کے بعد نہ صرف گاڑی سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ قرض کی ادائیگی کا بوجھ بھی ان کے کندھوں پر آ جاتا ہے۔

پولیس کا مؤقف ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وسائل کی کمی اور بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث چوری کی وارداتوں پر مکمل قابو پانا مشکل ہے۔ تاہم شہری سوال کرتے ہیں کہ اگر ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہو رہی ہیں تو ان کے پیچھے کام کرنے والے گروہ اتنے طویل عرصے تک کیسے سرگرم رہتے ہیں۔ کیا ان گروہوں تک پہنچنے کے لیے مؤثر انٹیلی جنس نیٹ ورک موجود ہے؟ کیا چوری شدہ گاڑیوں کی برآمدگی کے لیے کوئی ٹھوس حکمتِ عملی بنائی گئی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب عوام کو آج تک نہیں ملے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ گاڑیوں کی چوری کو روکنے کے لیے صرف سزا کافی نہیں بلکہ روک تھام کے اقدامات بھی اتنے ہی ضروری ہیں۔ ان میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا مؤثر نظام، ٹریکنگ ڈیوائسز کا استعمال، سی سی ٹی وی کیمروں کا وسیع نیٹ ورک اور چوری شدہ گاڑیوں کے اسپیئر پارٹس کی خرید و فروخت پر کڑی نگرانی شامل ہے۔ اگر ان اقدامات پر سنجیدگی سے عمل کیا جائے تو چوری کی وارداتوں میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔

آخر میں یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہوتی ہیں اور ان کے مالک انصاف کے منتظر رہتے ہیں، تو ذمہ دار کون ہے؟ جب تک اس سوال کا جواب تلاش نہیں کیا جاتا، تب تک یہ اعداد و شمار صرف ہندسے رہیں گے اور ہر نئی چوری کے ساتھ ایک نئی کہانی جنم لیتی رہے گی۔

(جاری ہے صفحہ 9 پر)

ہر سال کتنی 5 ہزار سے زیادہ گاڑیاں چوری ہوتی ہیں؟ نئے اعداد و شمار نے پولیس کے دعوؤں کی قلعی کھول دی

تحریر: ثمینہ رشید

ہر سال کتنی گاڑیاں چوری ہوتی ہیں؟ اس سوال کا جواب ہر شہری جاننا چاہتا ہے، کیونکہ یہ صرف اعداد کا کھیل نہیں بلکہ ہر اس خاندان کی کہانی ہے جس کی محنت کی کمائی سے خریدی گئی گاڑی اچانک غائب ہو جاتی ہے۔ ہر چوری کے پیچھے ایک متاثرہ گھر، ایک ادھورا خواب اور ایک لمبی قانونی کارروائی چھپی ہوتی ہے۔ اسی لیے جب پولیس یا حکومت کی طرف سے گاڑیوں کی چوری کے اعداد و شمار سامنے آتے ہیں تو ان پر سب کی نظریں جم جاتی ہیں۔

حال ہی میں جاری کیے گئے اعداد و شمار نے ایک بار پھر اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہوتی ہیں اور ان میں سے بیشتر کبھی واپس نہیں ملتیں۔ ان اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ سال ملک بھر میں 5 ہزار 27 گاڑیاں چوری ہوئیں، جن میں 2 ہزار 12 موٹر سائیکلیں، 1 ہزار 5 کاریں، 1 ہزار 91 رکشے، 1 ہزار 34 ٹرک اور بسیں اور 20 ٹریکٹر شامل ہیں۔ یہ تعداد صرف رپورٹ ہونے والے کیسز کی ہے، جبکہ بہت سے شہری چھوٹی گاڑیوں یا پرانے ماڈلز کی چوری کو رپورٹ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے۔

اگر ان اعداد و شمار کا موازنہ 2022 سے کیا جائے تو چوری کی وارداتوں میں واضح اضافہ دکھائی دیتا ہے۔ 2022 میں 4 ہزار 3 گاڑیاں چوری ہوئی تھیں، جبکہ 2024 میں یہ تعداد بڑھ کر 5 ہزار 27 ہو گئی۔ یعنی صرف دو برسوں میں تقریباً ایک ہزار گاڑیاں مزید چوری ہوئیں۔ اس اضافے کی سب سے بڑی وجہ موٹر سائیکل چوری میں تیزی ہے، جو مجموعی تعداد کا تقریباً 40 فیصد بنتی ہے۔ کاریں اور ٹرک بھی بڑی تعداد میں چوری ہوئے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ چور اب صرف چھوٹی گاڑیوں تک محدود نہیں رہے۔

اعداد و شمار کا ایک اور تشویشناک پہلو یہ ہے کہ ان میں سے 18 فیصد گاڑیاں، یعنی تقریباً ہر پانچویں گاڑی، کبھی برآمد نہیں ہو سکی۔ ان میں سے 91 فیصد موٹر سائیکلیں، 5 فیصد کاریں، 3 فیصد رکشے اور 1 فیصد ٹرک اور بسیں شامل ہیں۔ یہ وہ گاڑیاں ہیں جن کے مالکان تھانوں کے چکر لگا لگا کر تھک چکے ہیں، مگر انہیں آج تک اپنی گاڑی کی کوئی خبر نہیں ملی۔ ان کے لیے یہ نقصان صرف مالی نہیں بلکہ ذہنی اذیت بھی ہے، کیونکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ امید کم ہوتی جاتی ہے۔

چوری کی ان وارداتوں کا سب سے زیادہ بوجھ متوسط طبقے کے شہریوں پر پڑتا ہے، جو اکثر اپنی گاڑی کو قسطوں پر یا برسوں کی بچت سے خریدتے ہیں۔ ان کے لیے گاڑی صرف سواری نہیں بلکہ روزگار کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ کئی افراد گاڑی کو کرایہ پر چلا کر یا اس پر سفر کر کے اپنے گھر کا چولہا جلاتے ہیں۔ ایسے میں گاڑی کا چوری ہو جانا صرف ایک نقصان نہیں بلکہ پورے خاندان کی معاشی زندگی کو متاثر کر دیتا ہے۔ بہت سے لوگ قرض لے کر گاڑی خریدتے ہیں اور چوری کے بعد نہ صرف گاڑی سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ قرض کی ادائیگی کا بوجھ بھی ان کے کندھوں پر آ جاتا ہے۔

پولیس کا مؤقف ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وسائل کی کمی اور بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث چوری کی وارداتوں پر مکمل قابو پانا مشکل ہے۔ تاہم شہری سوال کرتے ہیں کہ اگر ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہو رہی ہیں تو ان کے پیچھے کام کرنے والے گروہ اتنے طویل عرصے تک کیسے سرگرم رہتے ہیں۔ کیا ان گروہوں تک پہنچنے کے لیے مؤثر انٹیلی جنس نیٹ ورک موجود ہے؟ کیا چوری شدہ گاڑیوں کی برآمدگی کے لیے کوئی ٹھوس حکمتِ عملی بنائی گئی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب عوام کو آج تک نہیں ملے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ گاڑیوں کی چوری کو روکنے کے لیے صرف سزا کافی نہیں بلکہ روک تھام کے اقدامات بھی اتنے ہی ضروری ہیں۔ ان میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کا مؤثر نظام، ٹریکنگ ڈیوائسز کا استعمال، سی سی ٹی وی کیمروں کا وسیع نیٹ ورک اور چوری شدہ گاڑیوں کے اسپیئر پارٹس کی خرید و فروخت پر کڑی نگرانی شامل ہے۔ اگر ان اقدامات پر سنجیدگی سے عمل کیا جائے تو چوری کی وارداتوں میں نمایاں کمی لائی جا سکتی ہے۔

آخر میں یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ ہر سال ہزاروں گاڑیاں چوری ہوتی ہیں اور ان کے مالک انصاف کے منتظر رہتے ہیں، تو ذمہ دار کون ہے؟ جب تک اس سوال کا جواب تلاش نہیں کیا جاتا، تب تک یہ اعداد و شمار صرف ہندسے رہیں گے اور ہر نئی چوری کے ساتھ ایک نئی کہانی جنم لیتی رہے گی۔

(جاری ہے صفحہ 9 پر)

ماہنامہ کوہسار ڈائجسٹ
2025-9-1
2